السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے ہاں تیمم اوراس کی مشروعیت وطریقہ کے متعلق بہت سے شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں، براہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں اس کے متعلق وضاحت کردیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تیمم کا لغوی معنی قصد وارادہ ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ چہرے اور ہاتھوں پر پاک مٹی سے مخصوص طریقہ کے ساتھ مسح کرنا۔ شرعی عذر کے وقت تیمم وضوء کا بدل ہے اوراس سے ہر وہ کام لیا جاسکتا ہے جو وضوء سے لیا جاتا ہے۔ تیمم امت محمدیہ کےلئے ایک خصوصی عطیہ ہے جو کسی دوسری امت کے حصہ میں نہیں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے:

’’میرے لئے زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنادی گئی ہے۔ ‘‘[1]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’زمین کی مٹی ہمارے لئے ذریعہ طہارت قرار دی گئی ہے۔ ‘‘[2]

درج ذیل صورتوں میں تیمم مشروع ہے:

سفر یا اقامت میں پانی نہ ہونا یا تلاش کے باوجود میسر نہ آنا۔

جب کوئی بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے پانی کے استعمال میں اس قدر بے بس ہو کہ حرکت نہ کرسکتا ہو اور نہ کوئی وہاں وضوء کرانے والا ہو، نیز نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔

جب پانی شدید ٹھنڈا ہو اور اس کے گرم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو، نیز ٹھنڈا پانی استعمال کرنے سے بیمار ہونے کا خدشہ ہو۔

پانی اتنی قلیل مقدار میں ہو جس سے اعضاء وضوء نہ دھل سکتے ہوں۔ حدیث میں ایک مدپانی سے وضوء کرنے کا ذکر ہے، اس سے کم پانی قلیل ہی شمار ہوگا۔

ایسے حالات میں اگر زمین کی سطح پر صاف مٹی ہو، ریتلی زمین اور شور کلر والی زمین بھی اس حکم میں ہے، سب سے تیمم کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ’’پاک مٹی سے تیمم کرو۔ ‘‘ عام ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام جس قسم کی زمین پر نماز ادا کرتے وہیں مٹی یا ریت پر ہاتھ مار کر تیمم کرلیا کرتے تھے، وہ اپنے ساتھ مٹی کے ڈھیلے رکھنے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔

تیمم کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے نیت کرے اور بسم اللہ پڑھے پھر دونوں ہاتھ مٹی پر ایک بار مارے اور پھونک مار کر غبار کو اڑا دے، اس کے بعد دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لے اور پھر ہتھیلیوں پر بھی مسح کرے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تجھے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ تو اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر مارتا پھر ان میں پھونکتا، اس کے بعد ان کے ساتھ اپنے چہرے اور اپنی ہتھیلیوں کا مسح کرتا۔[3]

’’اپنے ہاتھوں کو کہنیوں یا بغلوں تک پھیرنے کی ضرورت نہیں، اگرچہ بعض روایات میں کہنیوں اور بغلوں کے الفاظ بھی ہیں لیکن وہ قابل حجت نہیں۔

صحیح کی روایت میں تیمم کےلئے ایک ہی مرتبہ زمین پر مارنے کا حکم ہے۔[4]

لیکن یہ روایت علی بن ظبیان راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔[5]

واضح رہے کہ اگرچہ تیمم کرنے کے بعد نماز پڑھنے سے پہلے پانی میسر آجائے تو تیمم ختم ہوجاتا ہے اور وضوء کرکے نماز پڑھنا ہوگی۔ ہاں اگر نماز پڑھ لی ہے اور بعد میں پانی ملا ہے تو ادا کردہ نماز کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے: ’’دو آدمی سفر میں نکلے اور جب نماز کا وقت ہوا تو ان کے پاس پانی نہیں تھا لہٰذا انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کرلیا اور نماز ادا کرلی پھر انہیں نماز کے وقت میں ہی پانی مل گیا، ان میں سے ایک نے وضوء کرکے دوبارہ نماز پڑھ لی جبکہ دوسرے نے ایسا نہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا ماجرا بیان کیا تو جس شخص نے نماز دوبارہ نہ پڑھی تھی اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تم نے سنت کو حاصل کرلیا اور تمہیں تمہاری نماز کافی ہوگئی اور دوسرے شخص سے فرمایا کہ تیرے لئے دوگنا اجر ہے۔[6]

اگر کسی کو نماز کے وقت پانی نہ مل سکے اور نہ ہی مٹی دستیاب ہو تو وہ طہارت کے بغیر ہی نماز ادا کرے۔ اگرچہ ایسا امکان بہت کم ہوتا ہے تاہم امید ہے کہ ایسے حالات میں بغیر وضوء کے نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں، امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی رجحان معلوم ہوتا ہے۔[7]

[1] صحيح البخاري، التيمم: ٣٣٥۔

[2] صحيح مسلم، المساجد: ٥٢١۔

[3] مسند أحمد ص ٢٦٥ ج ٤۔

[4] صحيح البخاري، التيمم: ٣٣٨۔

[5] تلخيص الجبير ص ١٥١ ج ١۔

[6] سنن أبي داود، الطهارة: ٣٣٨۔

[7] صحيح البخاري، التيمم باب ٢۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:58

محدث فتویٰ